جواب:۔ حدیث میں مسجد کے اندر انشاد ضالہ (گم شدہ جاندار شے کا اعلان) منع آیا ہے۔ اس بنا پر مسجد میں یہ اعلان جائز نہیں۔ مسجد سے باہر اجازت ہے۔ غیر جاندار کا اعلان مسجد میں منع نہیں لیکن بطور اجرت جائز نہیں کیونکہ یہ بیع کی قسم ہے اور بیع مسجد میں منع ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی حال لاہور ماڈل ٹاؤن سی بلاک کوٹھی نمبر ۱۱۹

مرقومہ ۵ محرم ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۵۹ء

حقہ سگرٹ پی کر مسجد میں جانا

سوال:۔ حقہ سگرٹ پی کر مسجد میں جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ میرے خیال میں حقہ یا سگرٹ پی کر مسجد میں جانا منع ہے کیونکہ منہ سے بدبو آتی ہے فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ چنانچہ پیاز کے متعلق حدیث میں منع آیا ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ماڈل ٹاؤن کوٹھی نمبر ۱۱۹ سی بلاک لاہور

۲۸ ربیع الآخر ۱۳۸۲ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۶۲ء

کتاب الصّلوٰۃ

تارک نماز کافر ہے یا نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دربارہ اقوال مندرجہ ذیل۔

قول بکر۔ جو شخص مسلمان کہلانے والا بے نماز ہو اس کی نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھنی چاہیئے۔ ترغیب و ترہیب میں ہے۔ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا طُهُوْرَ لَهٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا صَلٰوۃَ لَهٗ اِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلٰوۃِ مِنَ الدِّیْنِ کَمَوْضِعِ الرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ۔ یعنی جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں۔ اور جس کی نماز نہیں اس کا دین نہیں۔ نماز دین میں ایسی ہے جیسے جسم میں سر ہے۔ نیز فرمایا مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ (مشکوٰۃ) یعنی جس نے دانستہ نماز چھوڑی

پس وہ کافر ہو گیا۔ بنا بریں کافر کی نماز جنازہ کیا؟ جب کہ یہ تو کافر سے بھی گزر کر منافق ہے جو بظاہر کہتا رہتا ہے مگر پڑھتا نہیں۔ قرآن مجید میں ان جیسے منافقوں کے حق میں ہے۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ۔ یعنی ان کا جنازہ مت پڑھو اور دعا کے لئے ان کی قبر پر بھی مت کھڑے ہو۔ پس از روئے قرآن و حدیث بے نماز ہرگز مسلمان نہیں کہ اس کا جنازہ پڑھا جائے جو شخص کبھی نماز پڑھتا ہو اور کبھی چھوڑ دیتا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے تاوقتیکہ تائب ہو کر پھر ہمیشہ پنجگانہ نماز کا پابند نہ ہو جائے جان بوجھ کر بلا عذر شرعی ایک ہی کوئی نماز چھوڑ دے اس کا بھی جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے

قول زید

جو شخص کلمہ گو مسلمان ہے اور نماز کا پابند نہیں وہ فاسق فاجر گنہگار ضرور ہے لیکن اس پر کفر کا فتویٰ عائد نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ نماز کے متعلق صریح انکاری نہ ہو اگر تارک الصلوٰۃ منکر الصلوٰۃ کی طرح کافر خارج از ایمان ہے تو مندرجہ ذیل احادیث کا کیا مطلب ہے۔

لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ لَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ وَلَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (مشکوٰۃ)

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ سب سے بڑھ کر حضور سے محبت نہ رکھنے والا زانی۔ چور۔ شرابی۔ بدعہد بددیانت وغیرہ یہ سب بے ایمان ہیں جس کا ایمان نہیں وہ کافر ہے کیا ان کا جنازہ پڑھنا چاہیے یا نہ۔ اگر نہیں تو بہت اچھا۔ ایسا ہی کیجئے پھر دیکھئے کتنوں کا پڑھا جائے گا۔

اگر ان کا جنازہ پڑھنا صحیح ہے تو پھر تارک الصلوٰۃ کو بھی ایسے گروہ میں شامل کر کے اس کا جنازہ پڑھا جائے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی تعمیل ہو کہ اَلصَّلٰوةُ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا وَّاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ۔ (مشکوٰۃ) یعنی نماز جنازہ مسلمان نیک و بد پر پڑھنا واجب ہے۔ اگرچہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہو۔ کس قدر افسوس ہے کہ مرتکب کبائر پر تو حضور علیہ السلام جنازہ واجب فرمائیں اور ہم ان کو کافر ٹھہرائیں۔ آخر اس حدیث کی تعمیل بجز اس کے اور کیسے ہو گی؟ یہ بھی حدیث میں آتا ہے۔ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (مشکوٰۃ) یعنی جس مسلمان نے بصدق دل کلمہ شریف پڑھ لیا ہے خواہ اپنے

گناہوں کی سزا بھگت کر بھی آخر جنت میں داخل ہوگا پس جو جنت میں داخل ہوگا اس کا کیوں نہ جنازہ پڑھا جائے اگر جنازہ نہ پڑھا جائے تو اس کا نکاح بھی نہ پڑھا جائے نہ غیراس کا منکرین اسلام کی طرح کا کافر سمجھ لینا انصاف سے بعید ہے حضور نے جو فقد کفر ارشاد فرمایا ہے وہ زجر و توبیخ پر محمول ہے جیسے کسی کو کہا جائے کہ تو بندر ہے گدھا ہے حالانکہ وہ دراصل ایسا نہیں ہوتا ایسا ہی بزرگان دین نے کفر کا لفظ بے نماز کی نسبت ارشاد فرمایا ہے وہ بھی ان معنوں میں ہے نہ کہ عام کفار جیسا۔ اور بے نماز کو منافق بھی کہہ دینا سینہ زوری ہے تاوقتیکہ کوئی صریح علامت منافقت کی نہ پائی جائے۔ بے نماز اپنی غفلت کا مُقر ہوتے ہوئے آخر پریشان ہوتا ہے۔ اور جب کبھی ایمانی امتحان کا موقعہ یا کفر اسلام کا تصادم وقوع میں آتا ہے تو خدا اور رسول کے لئے اپنے مذہب کے لئے مالی امداد اور جان پر کھیل جانے کو معمولی سمجھتا ہے مگر منافق کا معاملہ اس کے خلاف ہے۔ اور آیت شریفہ ولا تصل الایۃ جو ہے وہ ابن ابی منافق کے حق میں ہے اس کو مسلمانوں کے حق میں تصور کرنا فضول بات ہے بلکہ بلحاظ عمومیت کے مسلمانوں کے لئے تو ارشاد ہے وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ کہ ان پر نماز جنازہ وغیرہ پڑھی جائے۔ مطلب یہ کہ بے نماز اگرچہ سخت گنہگار ہے تاہم آخر مسلمان ہے بہرحال جنازہ پڑھنا ہی چاہیے کیونکہ الصلوۃ واجبۃ علی کل مسلم برا کان او فاجرا وان عمل الکبائر۔ حدیث کا یہی تقاضا ہے۔

زید اور بکر کا قول آپ کے سامنے ہے پس آنجناب فیصلہ فرمائیں کہ زید اور بکر دونوں میں سے حق بجانب کون ہے۔ احادیث میں جنازہ پڑھنے کی تصریح ہے یا نہ پڑھنے کی۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ کوئی نماز پڑھ لیتے ہیں اور کوئی چھوڑ دیتے ہیں۔ بعضوں نے سال بھر بلکہ عمر بھر میں ہی دو چار نمازیں پڑھ چھوڑی ہیں۔

بے نماز کی تعریف بھی بیان فرمائیں۔

سائل غلام رسول محلہ تاجپورہ۔ راہوں ضلع جالندھر مورخہ یکم محرم ۱۳۴۶ھ

جواب :- اس میں شبہ نہیں کہ الاحادیث یفسر بعضہا بعضا۔ یعنی احادیث آپس میں ایک دوسرے کی تفسیر ہوتی ہیں یہ نہ ہونا چاہیے کہ کسی حدیث کو لے لیا جائے کسی کو چھوڑ دیا جائے اس طرح اس بات میں بھی شبہ نہیں کہ الفاظ کا اصل معنی چھوڑ کر دوسرا معنی کرنا جائز نہیں بلکہ ہر لفظ کو اپنے اصل معنی پر رکھا جائے گا جب تک اس کے چھوڑنے پر قوی دلیل نہ ہو۔ اگر اصل معنی چھوڑنے پر قوی دلیل ہو تو اصل معنی چھوڑ کر کوئی اور مناسب معنی لیا جائے گا۔ ان دونوں اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بکر کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے

جس کی تفصیل یہ ہے کہ بکر نے جو اپنے دعوے کی دلیل پیش کی ہے۔ اُس کو اصل معنی سے پھیرنے والی کوئی آیت وحدیث وغیرہ نہیں۔ اور زید نے جو دلائل پیش کئے ہیں ان میں سے بعض کا تو اصل معنی وہ نہیں جو زید نے سمجھا ہے۔ اور بعض کے اصل معنی چھوڑنے پر قوی دلیل موجود ہے۔ مثلاً حدیث لا دین لمن لا عہد لہ الحدیث۔ کا اصل معنی یہ ہے کہ جس کے لئے کسی قسم کا عہد نہ ہو۔ اس کا کوئی دین نہیں جس میں عہد میثاق بھی داخل ہے جو آدم علیہ السلام کی پشت سے نکال کر لیا گیا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ جس نے یہ عہد توڑ دیا وہ واقعی کافر ہے۔ اس طرح جو کسی قسم کی امانت کی پرواہ نہ کرے جس میں کتاب اللہ بھی داخل ہے اس کے کافر ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ زید نے اس کا اصل معنی چھوڑ کر یہ معنی سمجھا ہے کہ جو ایک آدھ عہد توڑ دے یا ایک آدھ امانت میں خیانت کرے اس کا دین اور کوئی ایمان نہیں حالانکہ لفظ کا یہ اصل معنی نہیں۔ اگر بالفرض یہ معنی ہو تو اس کے چھوڑنے پر قوی دلیل موجود ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ میں ہے۔

العہد الذی بیننا و بینھم الصّلوٰۃ فمن ترکہا فقد کفر۔

یعنی ہمارے اور لوگوں کے درمیان عہد نماز ہے جو نماز کو چھوڑ دے وہ کافر ہے۔

دوسری حدیث میں ہے۔

کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرون شیئاً من الاعمال ترکہ کفر غیر الصّلوٰۃ۔

یعنی صحابہ کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوا نماز کے۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مطلق عہد کے توڑنے سے انسان کافر نہیں ہوتا بلکہ مراد یہ ہے کہ دین کامل نہیں رہتا۔ اسی طرح حدیث لا یسرق السارق الحدیث کے اصل معنی چھوڑنے پر قوی دلیل موجود ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان میں ہے۔

عن ابی ذر رض قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وعلیہ ثوب ابیض وھو نائم ثم اتیتہ وقد استیقظ فقال ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذالک دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق الحدیث۔

یعنی جو لا الٰہ الا اللہ پڑھے۔ اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو جائے وہ جنت میں داخل ہو گا۔ خواہ زنا اور چوری کرے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زنا، چوری کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا۔

اس لئے مشکوٰۃ الکبائر میں حدیث لایسرق السارق حین یسرق وھو مومن کے بعد لکھا ہے قال ابوعبداللہ لایکون ھذا مومنا تاما ولایکون لہ نور الایمان۔ یعنی امام بخاری فرماتے ہیں کہ چوری وغیرہ سے پورا مومن نہیں رہتا۔ اور ما من عبد قال لا الٰہ الا اللہ ثم مات علی ذالک دخل الجنۃ کا یہ مطلب نہیں کہ صرف لا الٰہ الا اللہ ہی کافی ہے بلکہ محمد رسول اللہ بھی ضروری ہے۔ اس طرح نماز بھی ضروری ہے چنانچہ محمد رسول اللہ کی بابت دوسری احادیث آئی ہیں۔ اس طرح نماز کی بابت حدیث العھد الذی بیننا اور کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اوپر گزری ہیں آئی ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور احادیث بھی آئی ہیں۔

اور حدیث "الصلوٰۃ واجبۃ علی کل مسلم" میں بے نماز داخل نہیں کیونکہ اس میں لفظ مسلم موجود ہے جس کے نزدیک بے نماز مسلمان ہے اُس کے سامنے یہ حدیث پیش ہو سکتی ہے۔ اور جس کے نزدیک کافر ہے اُس کے سامنے یہ حدیث پیش نہیں ہو سکتی۔ اور اگر اس لفظ کی پرواہ نہ کی جائے صرف وان عمل الکبائر کو دیکھا جائے تو لازم آئے گا کہ مشرک کا جنازہ بھی درست ہو کیونکہ شرک بھی کبائر سے ہے چنانچہ مشکوٰۃ کتاب الکبائر میں شرک کو کبائر میں شمار کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ وان عمل الکبائر عام نہیں نیز اس حدیث میں الصلوٰۃ واجبۃ علی کل مسلم سے پہلے یہ عبارت ہے۔ الجہاد واجب علیکم مع کل امیر برا کان او فاجرا وان عمل الکبائر والصلوٰۃ واجبۃ علیکم خلف کل مسلم برا کان او فاجرا وان عمل الکبائر۔ یعنی جہاد تم پر ہر امیر کے ساتھ واجب ہے نیک ہو یا بد۔ خواہ کبیرہ گناہ کرے اور نماز تم پر ہر مسلمان کے پیچھے واجب ہے۔ نیک ہو یا بد خواہ کبیرہ گناہ کرے۔

اِس عبارت میں کہا ہے کہ ہر امیر کے ساتھ جہاد واجب ہے خواہ کبیرہ گناہ کرے حالانکہ جو امیر بے نماز ہو اُس کی امامت کو شریعت نے توڑ دیا ہے۔

چنانچہ مشکوٰۃ کتاب الامارت میں حدیث ہے۔

لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ۔

یعنی ان کی امارت نہ توڑو جب تک تم میں نماز قائم رکھیں۔

پس معلوم ہوا کہ ترک نماز صلوا وان عمل الکبائر میں داخل نہیں۔ نیز اس میں کہا ہے کہ ہر مسلمان کے پیچھے نماز واجب ہے۔ نیک ہو یا بد خواہ کبیرہ گناہ کرے اس میں اس کے نماز پڑھنے کا ذکر ہے تو معلوم ہوا کہ وان

عمل الکبائر سے مراد ترک نماز کے علاوہ ہے —— اور بعض لوگ یہ حدیث پیش کرتے ہیں صلّوا علی من قال لا الٰہ الا اللہ یعنی جو لا الٰہ الا اللہ کہے اُس کا جنازہ پڑھو حالانکہ یہ حدیث بالکل ضعیف ہے۔ ملاحظہ ہو بلوغ المرام اس کے علاوہ ظاہر ہے کہ صرف لا الٰہ الا اللہ کافی نہیں بلکہ محمد رسول اللہ بھی ضروری ہے۔ بس اس طرح نماز بھی ضروری ہے۔ چنانچہ ابوذر رضی کی حدیث میں ابھی تفصیل گزری ہے —— رہی حدیث لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ الحدیث سو اس کی بابت عرض ہے کہ محبت دو طرح کی ہے ایک طبعی اور ایک غیر طبعی۔ طبعی چونکہ غیر اختیاری ہے اس لئے انسان اس کا مکلف نہیں ہو سکتا اور یہ حیوانات میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ حیوانات اپنے بچوں سے محبت رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی محبت میں اپنی جان تک کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ ہاں غیر طبعی چونکہ اختیاری ہے۔ انسان اس کا مکلف ہے اور معنی اختیاری محبت کے یہ ہیں کہ رسول کے حکم کو سب کے حکم پر مقدم جانے جس کا عقیدہ یہ نہ ہو واقعی وہ کافر ہے۔ رہی عملی حالت سو جیسا جیسا عمل ہوگا ویسا ویسا حکم ہوگا مثلاً کوئی باوجود اس عقیدے کے شرک کرے تو وہ کافر ہوگا اگر نماز نہ پڑھے تو بھی کافر ہوگا —— اگر زنا یا چوری کا مرتکب ہو تو وہ کافر نہیں ہوگا۔ ہاں اس کو فاسق فاجر کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر رسول سے محبت ہونے کے یہ معنی ہوں کہ رسول کی چھوٹی چھوٹی سنت پر عمل کی کوشش کرتے کرتے اس کی طبیعت پر ایسا اثر ہوگیا کہ گویا رسول کی محبت طبعی محبت کی طرح ہوگئی اور سب محبتوں پر غالب آگئی تو یہ معنی بھی صحیح ہیں مگر یہ بات چونکہ مشق اور ریاضت کے بعد حاصل ہوتی ہے اس لئے نفس ایمان اس پر موقوف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ لازم آتا ہے کہ جس کو اتنی مہلت نہ ملے وہ کافر رہے حالانکہ قرآن میں ہے وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ۔ یعنی ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں جو برائی کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ موت آجاتی ہے۔ اور نہ ان لوگوں کی توبہ قبول ہے جو کفر کی حالت میں مرجاتے ہیں۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موت سے پہلے توبہ قبول ہے اور انسان مومن ہو سکتا ہے خواہ اس کو اتنی ریاضت اور مشق کی مہلت ملے یا نہ —— اور حدیث شریف میں تو صاف آگیا ہے۔ کہ غرغرہ (گھور) شروع ہونے تک توبہ قبول ہے۔ پس جب نفس ایمان اس مشق اور ریاضت کے بغیر حاصل ہو سکتا ہے۔ تو اس حدیث میں ایمان سے مراد کامل ایمان ہوگا۔ اور معنی اس حدیث کے یہ ہوں گے کہ جب تک سب سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔ انسان کامل ایمان کو نہیں پہنچتا۔ بہر صورت اس حدیث کو ترک نماز کے مسئلہ سے

کوئی تعلق نہیں کیونکہ اس حدیث کا جو کچھ معنی کیا گیا ہے وہ اس کا اصل معنیٰ ہے یا دوسری آیتوں، حدیثوں کا لحاظ رکھ کر کیا گیا ہے۔ اور زید نے جو من ترك الصلوٰة متعمدا کی تاویل کی ہے وہ بالکل بے دلیل ہے اور آیت کریمہ وصل علیهم ان صلوتك سكن لهم۔ نمازیوں کے حق میں ہے چنانچہ شروع آیت کا یہ ہے خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ان صلوتك سكن لهم یعنی ان کے مالوں سے صدقہ لے تاکہ ان کا ظاہر و باطن پاک کرے اور ان کے لئے دعا کر کیونکہ تیری دعا ان کے لئے اطمینان ہے۔ بتلائیے بے نماز بھی صدقہ سے پاک ہو سکتا ہے۔ اور کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے نماز صدقہ لے کر آتے تھے بلکہ یہ تو پکے نمازیوں کا ذکر ہے جو بیچارے اتفاقاً جنگ تبوک سے رہ گئے تھے۔ زید نے معاذ اللہ ان کو بے نماز بنا دیا۔ کیونکہ جو ان کی بابت آیت تھی وہ بے نمازوں پر لگا دی اگرچہ شان نزول پر حکم بند نہیں ہوتا۔ مگر یہ تو نہ ہونا چاہیے کہ کہیں کی آیت کہیں پڑھ دی جائے اور ضمیریں جس طرف لوٹتی ہیں اس کی سرے ہی سے رعایت ہی نہ رکھی جائے۔ ہاں بکر نے جو آیت پیش کی ہے وہ بے نمازوں پر لگ سکتی ہے کیونکہ بے نماز ایک طرح سے منافق ہے۔ منافق کے معنی درحقیقت کھوٹے کے ہیں۔ یعنی جس کا معاملہ خدا و رسول سے کھرا نہ ہو۔ اور اس سے بڑھ کر کیا کھوٹ ہوگا کہ نماز تک کی پرواہ نہیں جس کی بابت آپ فرماتے ہیں العهد الذى بيننا وبينهم الصلوٰة فمن تركها فقد كفر اور فرماتے ہیں من ترك الصلوٰة متعمدا فقد كفر اور فرماتے ہیں بين العبد وبين الكفر ترك الصلوٰة۔ اس قسم کی بہت احادیث ہیں اور صحابہ بھی تارک الصلوٰۃ کو کافر سمجھتے تھے چنانچہ گزر چکا ہے اور زید کا یہ کہنا کہ بے نماز مقر ہوتا ہوا آخر پشیمان ہوتا ہے۔ یہ اقرار اور پشیمانی مصیبت اور وبال کے وقت ہوتی ہے یا ہر وقت اگر مصیبت اور وبال کے وقت ہوتی ہے تو ایسی پشیمانی اور اقرار تو کفار کو بھی ہوتا تھا جیسے قرآن میں ہے۔ دعوا الله مخلصين له الدين۔ یعنی مصیبت کے وقت خاص اللہ کو پکارتے ہیں۔ اور اگر ہر وقت اقرار اور پشیمانی مراد ہے تو یہی منافقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے نماز کو کافر کہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کافر سمجھیں۔ اور وہ بے پرواہ رہے۔ اور اس کو یہ الفاظ سن کر ذرا سی بھی اس بات کی فکر نہ ہو کہ میں اچھا مسلمان ہوں کہ ایسے وعید سن کر بھی تارک نماز ہوں۔ خدا نے سچ فرمایا بئسما يامركم به ايمانكم ان كنتم مومنين یعنی یہود کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اچھا تمہارا ایمان ہے کہ اس ایمان کی حالت میں تم انبیاء اللہ کو قتل کرتے تھے سو یہی ایمان بے نمازوں کا ہے کہ خدا رسول کے ایسے سخت ارشادات کو ٹھکراتے ہوئے اپنی غفلت کے مقر اور پشیمان ہیں اور تصادم کفر اسلام اور ایمانی

امتحان کے وقوع میں آنے کے وقت جان پر کھیل جانا یہ کفار میں بھی تھا اور ہے۔ جب ابرہہ بادشاہ یمن نے بیت اللہ پر چڑھائی کی تھی تو راستہ میں بہت سی قومیں اس کا مقابلہ کر کے جان پر کھیل گئیں، یہاں تک کہ آخر وہ بیت اللہ تک پہنچ گیا۔ اور ابابیلوں سے ہلاک ہوا، چنانچہ "سورۃ الم تر کیف" میں اس کا قصہ مذکور ہے اور اب بھی مرزائی، چکڑالوی، قبروں کے پجاری، خدا اور رسول کو ایک سمجھنے والے پہلے درجہ کے مشرک یہ سب تصادم کے وقت جان پر کھیل جانے کو معمولی سمجھتے ہیں۔ کیا وہ اتنے سے مسلمان ہو گئے تو پس کسی پر کفر کا فتویٰ نہ چاہیے۔ بلکہ جب ہندو مسلم اتحاد کی لہر چلی تھی تو اس وقت بہت سی اسلام کی باتوں پر ہندو انگریزوں کا مقابلہ کرتے رہے پس یہ سب مسلمان ہوئے اور ان کے جنازے ضروری ہو گئے یہ باتیں سب فضول ہیں۔

درحقیقت اسلام ایمان کا معیار وہی ہے جو خدا اور رسول نے مقرر کیا ہے۔ ان باتوں کو خدا اور رسول نے معیار نہیں بنایا۔ پس زید کا ان باتوں کو ذکر کرنا ایسا ہی ہے جیسے عوام کہتے ہیں فلاں بڑا ولی ہے اس سے فلاں کرشمہ صادر ہوا فلاں امر خرق عادت ظاہر ہوا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرشموں اور خرق عادات کو ولایت کا معیار نہیں بنایا بلکہ فرمایا اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ۔ یعنی اولیاء اللہ کو نہ خوف ہوگا اور نہ غم کریں گے وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ولی ہونے کا معیار دو باتیں بتلائی ہیں۔ ایک ایمان دوسری پرہیزگاری یعنی ہر چھوٹے بڑے امر میں شریعت کی پابندی اگر صرف کرشمہ اور خرق عادات معیار ولایت ہوتے تو دجال سے بڑھ کر کوئی ولی نہ ہوتا۔ ہاں ایمان اور پرہیزگاری کے بعد اگر کوئی کرشمہ اور خرق عادات ظاہر ہو تو وہ کرامت ہے جو برحق ہے مگر معیار نہیں۔ اور نہ ہی وہ لازمی امر ہے بلکہ اتفاقیہ کسی سے کسی وقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ عوام سمجھتے ہیں اس کو اختیارات ہی مل گئے حالانکہ دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے اوپر سے مصیبت کو دور کرنے پر قادر نہیں۔ جیسے حسنؓ حسینؓ حضرت علیؓ ایسے بزرگان دین پر طرح طرح کی تکلیفیں آئیں۔ یہاں تک کہ دشمنوں کے ہاتھوں سے شہید ہوئے اب لوگ ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ اور ان کے لئے اختیارات ثابت کرتے ہیں۔ اس قسم کا دھوکا زید کو لگا ہے کہ معیار کچھ تھا اور سمجھ لیا کچھ۔ اللہ تعالیٰ اصل بات سمجھنے اور راہ راست کی توفیق بخشے۔ آمین۔

تنبیہ۔ بے نمازوں کے جنازہ نے بے نمازوں کو بہت دلیر کر دیا ہے۔ اگر آج اصل فتویٰ جاری ہو جائے تو دیکھئے ویران مساجد آباد ہوتی ہیں یا نہیں؟ اور پھر لوگ مسجدوں میں آتے ہیں یا نہیں؟ کاش تنبیہ کے طور ہی اس

مشلہ کو برت لیا جائے جیسے قطاع الطریق اور باغی کی بابت امام ابو حنیفہ کا قول صاحب سبل السلام نے نقل کیا ہے کہ ان کا جنازہ نہ پڑھنا چاہیے لیکن ملاؤں کے طمع نے دین کو خراب کردیا۔ اللہ تعالےٰ ان کو قناعت دے اور دیندار بنائے۔ آمین ثم آمین۔

عبداللہ مقیم روپڑ ضلع انبالہ ۶ صفر ۱۳۵۲ھ یکم جون ۱۹۳۳ء

بے نماز کا ذبیحہ

سوال:۔ اگر بے نماز کافر و مشرک ہے تو کیا بے نماز کا ذبیحہ مسلمانوں کو کھانا جائز ہے؟

جواب:۔ بے نماز بے شک کافر ہے خواہ ایک نماز کا تارک ہو یا سب نمازوں کا کیونکہ من ترك الصلوٰة متعمدا فقد كفر عام ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر تارک کافر ہے۔ رہا بے نماز کا ذبیحہ کا حکم سو وہ اہل کتاب کے حکم میں ہونے کی وجہ سے درست ہو سکتا ہے خواہ نیک ذبح کرنے والا پاس موجود ہو یا نہ۔ ہاں نیک بطرح سے بہتر ہے۔ اور بے نماز جب کافر ہوا تو اس کا کھانا مثل عیسائی کے کھانے کے سمجھ لینا چاہیے۔ حتی الوسع اس سے پرہیز رکھے۔ عند الضرورۃ کھالے۔

عبداللہ امرتسری روپڑ ۴ شعبان ۱۳۵۶ھ

بے نماز سے میل جول

سوال: ایک شخص کا داماد داڑھی منڈاتا ہے اور نماز کبھی پڑھتا ہے کبھی چھوڑ دیتا ہے اور اس کے ماں باپ بالکل بے نماز ہیں۔ ایسے شخص کے ساتھ کیسا میل جول رکھا جائے اور اس شخص کی لڑکی نماز پڑھتی ہے اور اپنے سسرال کے روکنے سے نہیں رکتی۔ اس لڑکی کے ساتھ کیسا برتاؤ رکھنا چاہیے

نور دین جھبی سکنہ لنگیانہ خورد تحصیل موگا ضلع فیروزپور

جواب:۔ جو کبھی نماز پڑھے اور کبھی نہ پڑھے یا بالکل نماز کا تارک ہو اس کے ساتھ دوستانہ تعلق اور اس کے ساتھ محبت کے طور پر سلوک کرنا یا تحفہ وغیرہ بھیجنا اور ضیافت کرنا بالکل جائز نہیں۔ ہاں عام لین دین جیسے ہندوؤں وغیرہ سے کرتے ہیں۔ ان کی دکانوں سے سودا وغیرہ لیتے ہیں۔ اور ان کی دکانوں پر اشیاء وغیرہ

ئے اگر مسلمان کی دکان نہ ہو تو ہندوؤں سے خام اشیاء (کپڑا غلہ وغیرہ) خریدا جا سکتا ہے۔ مٹھائی وغیرہ خریدنا سخت منع ہے۔ (عبداللہ)

فروخت کرتے ہیں۔ اس کا کوئی حرج نہیں ۔ اور لڑکی جو نماز پڑھتی ہے اُس کے ساتھ اگر الگ سلوک کیا جائے جیسے اس کو کوئی کپڑا بنا دیا جائے یا کوئی اور خاص چیز اُس کو تیار کر کے دی جائے یہ درست ہے ۔ کیونکہ بے دین سے نفرت اور دیندار سے محبت رکھنے کا حکم ہے چنانچہ قرآن و حدیث میں یہ مسئلہ بکثرت مذکور ہے

عبداللہ امرتسری روپڑی

بے نماز کا جنازہ

سوال :۔ زید و عمرو دو شخص نمازی و حاجی ہیں۔ زید کا حقیقی بھائی دائمی بے نماز فوت ہو گیا ۔ عمرو اُس کے جنازہ پر نہیں گیا۔ زید نے ناراض ہو کر عمرو سے کلام مصافحہ و معانقہ چھوڑ دیا ہے ۔ اب سوال یہ ہے کہ شریعت جنازہ نہ پڑھنے والے پر بھی تعزیر لگاتی ہے یا نہیں۔ کیا زید کی ناراضگی حق پر ہے یا باطل پر؟

جواب :۔ عمرو حق پر ہے ۔ زید غلطی پر ہے ۔ بے نماز کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے۔

چنانچہ حدیث میں ہے ۔

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔

یعنی جو شخص دیدہ دانستہ نماز چھوڑ دے وہ کافر ہے

عبداللہ امرتسری مدیر تنظیم اہلحدیث روپڑ ضلع انبالہ ۱۱ محرم ۱۳۵۱ھ یکم مارچ ۱۹۳۲ء

بے نماز مسلمان ہے اُس کے دلائل اور ان کی تردید

سوال :۔ حدیث میں وارد ہے کہ جبرئیل نے آپ سے سوال کیا یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ۔ یعنی یا رسول اللہ مجھے بتاؤ کہ اسلام کیا شے ہے ؟ آپ نے جواب میں فرمایا اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷۷ ۔ کیونکہ مشرکوں کو حلال و حرام میں تمیز نہیں ہوتی۔ ان کے ہاتھ کی پکی ہوئی اشیاء مشتبہ اور نجس ہوتی ہیں البتہ سخت مجبوری میں کوئی حرج نہیں۔

رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقْتَ لہٗ متفق علیه

کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کے کوئی لائق نہیں۔ اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے اور ماہ رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کر اگر تجھے توفیق ہو۔

دوسری حدیث میں ہے۔ بنی الاسلامُ علیٰ خمسٍ کہ اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔

ان ہر دو احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان متجزی شے ہے جو پانچ اشیاء سے مرکب ہے۔ نہ کل جس کی وجہ سے ہر ایک کو جدا جدا فرد مانا جائے اور جو شے مرکب ہو اور اس میں کسی جز کی کمی پائی جائے تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہاں کل ہی نہیں۔ ہاں اتنا کہا جائے گا کہ اس میں نقص ہے۔ باقی رہا کہ خدا تعالیٰ نماز کو ہی عین ایمان بتارہا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ۔ تو اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شے کا اہتمام بیان کرنا مقصود ہو تو اس کو کل کے اسم سے تعبیر کرتے ہیں یہاں نماز کو اہتمام کی وجہ لفظ ایمان سے تعبیر کیا ہے سورہ فاتحہ کو بھی اہتمام کی وجہ سے نماز قرار دیا ہے حالانکہ رکوع سجود بھی سورہ فاتحہ کی طرح فرض ہیں

اور جس حدیث میں ہے مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔ سو یہ محض تشدید ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں حدیث ہے۔ لیسَ من رجل ادعی لغیر ابیه وھو یعلم فقد کفر۔ یعنی جو آدمی اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے اُس نے کفر کیا۔

دوسری حدیث میں ہے سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ۔ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا کفر ہے۔

تیسری حدیث میں ہے۔ ایما عبد ابق من موالیه فقد کفر۔ جو عبد اپنے آقا سے دوڑ جائے وہ کافر ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو کفر حدیث من ترک میں ہے اُس سے مراد کفران نعمت ہے۔ اگر کفر مان بھی لیں تو پھر کفر کے مراتب ہیں جیسا قتاله کفر والی حدیث اور دوسری حدیث۔ بین الرجل وبین الکفر ترک الصلوٰۃ کی مثال بالکل اسی طرح ہے جس طرح ترمذی کی حدیث میں ہے کہ قَالَ

لہٗ بخاری و مسلم کی حدیث بحوالہ مشکوٰۃ اس طرح ہے من ادعی الی غیر ابیه وھو یعلم فالجنۃ علیه حرام جس حدیث میں فقد کفر کا لفظ ہے وہ اس طرح ہے لا ترغبوا عن ابائکم فمن رغب عن ابیه فقد کفر۔

رُكَانَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ فَرْقَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ۔

یعنی آپ نے فرمایا ہمارے اور مشرکین کے درمیان اتنا فرق ہے کہ ہم ٹوپیوں پر پگڑی باندھتے ہیں وہ ایسا نہیں کرتے باقی بے نماز کی دو قسمیں ہیں۔ اول وہ شخص جو نماز کو حقارت کی وجہ سے ترک کرتا ہے وہ تو بالاتفاق جہنم میں رہے گا۔ اور جو شخص تکاسلاً و تساہلاً چھوڑتا ہے۔ اگر خدا چاہے تو اس کو رہائی دے دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ۔

نیز حدیث میں ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ۔ متفق علیہ۔

عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ وحدہ لاشریک ہے۔ اور محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بندہ ہے اور اس کا کلمہ ہے جو اس نے مریم کی طرف القا کیا ہے جنت دوزخ حق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں داخل کرے گا جو بھی عمل کرتا مر جائے۔

حافظ اسحٰق بہاولنگری طالب علم مدرسہ شمسیہ وزیر وال

جواب :- حدیث "مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ" کو تہدید پر حمل کرنے کے لئے کوئی دلیل نہیں۔

آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ اور حدیث عبادہ بن صامت سے استدلال سوچ سمجھ کر کرنا چاہیئے بعض لوگوں نے اس آیت کو اتنا وسیع کر دیا ہے کہ ان کے نزدیک مرزائی چکڑالوی بلکہ آریہ بھی اس کے تحت آجاتے ہیں۔ یعنی ان کے خیال میں باوجود کافر ہونے کے ان کی بخشش کی امید ہے کیونکہ خدا اس آیت میں فرماتا ہے۔ ویغفر ما دون ذالك لمن يشاء حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الله حرمهما على الكفرين۔ یعنی جنت کی نعمتیں کافروں پر حرام

ہیں۔ اور جب مرزائی۔ چکڑالوی وغیرہ کافر ہیں اور ان پر جنت حرام ہے تو ان کی بخشش کی اُمید کس طرح ہو سکتی ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ جو حقارت سے نماز کو چھوڑے وہ بالاتفاق دائم جہنم میں رہے گا اور بعض کے خیال کے مطابق اس کی بخشش کی اُمید ہے تو اتفاق کہاں رہا۔ ہاں اگر آپ کی مراد اہل سنت کا اتفاق ہو تو درست ہے لیکن آخر بعض کے اس خیال کی تردید میں آپ کوئی دلیل رکھتے ہوں گے تو وہی دلیل تکاسل سے چھوڑنے والے پر لگالیں۔

قرآن مجید میں ہے۔ فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرك بعبادة ربه احدا۔ یعنی جو خدا کی ملاقات کی اُمید رکھتا ہے وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

مفسرین نے اس کی تعریف میں لکھا ہے کہ شرک سے مراد اس جگہ ریا ہے یعنی دکھاوے کے لئے عمل نہ کرے۔ جب ریا بھی شرک ہوئی تو کیا اس پر آیت اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ لگ سکتی ہے۔ اگر کوئی لگانی چاہیئے تو اس کو کیا جواب دیں گے یہی کہ دوسری آیتیں حدیثیں بھی دیکھی جائیں جن سے ثابت ہے کہ ریاء اگرچہ شرک ہے لیکن اس کی معافی ہو سکتی ہے سو اسی طرح دوسری آیتیں حدیثیں بے نمازی کے کفر کو چاہتی ہیں۔ مشکوٰۃ میں ہے۔

(۱) عن عبادة بن الصامت قال بایعنا رسول الله صلی الله علیه وسلم علی السمع والطاعة فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وعلی اثرة علینا وعلی ان لا ننازع الامر اهله وعلی ان نقول بالحق اینما کنا لا نخاف فی الله لومة لائم وفی روایة الا ان تروا کفرا بواحا عندکم من الله فیه برهان۔ متفق علیه (مشکوٰۃ باب الامارت ۱۲ ص ۳۱۹)

عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شرط پر بیعت کی کہ ہم سختی آسانی خوشی ناخوشی ہر حال میں تابعداری فرمانبرداری سے ہاتھ نہیں کھینچیں گے۔ اور امارت کے مستحق سے امارت نہیں چھینیں گے اور جہاں ہوں حق کہیں گے۔ اور خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے اس شرط پر بیعت کی کہ امارت کے مستحق سے

امارت نہیں چھینیں گے مگر یہ کہ کفر صریح دیکھو جس میں اللہ کی طرف سے تمہارے پاس قطعی دلیل ہو۔

۲۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ شِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ لَا مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ لَا مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ اِلَّا مَنْ وُلِّيَ عَلَيْهِ وَالٍ فَرَاٰهُ يَاْتِيْ شَيْئًا مِّنْ مَّعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلْيَكْرَهْ مَا يَاْتِيْ مِنْ مَّعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ

(رواہ مسلم (حوالہ مذکورہ)

عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بہتر امام وہ ہیں جن سے تم محبت رکھو۔ اور وہ تم سے محبت رکھیں۔ تم ان پر درود پڑھو اور وہ تم پر درود پڑھیں اور تمہارے بُرے امام وہ ہیں جن کو تم بُرا جانو اور وہ تمہیں بُرا جانیں۔ تم ان کو لعنت کرو اور وہ تمہیں لعنت کریں۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ہم اس وقت ان سے بیعت نہ توڑ دیں؟ فرمایا: جب تک تم میں نماز قائم رکھیں۔ نہ جب تک تم میں نماز قائم رکھیں۔ خبردار جو شخص تم پر والی (امیر) بنایا جائے اور اس کو نافرمانی کرتا دیکھے تو اس کے نافرمانی کرنے کو بُرا جانے اور اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے۔

۳۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اُمَرَاءُ تَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ اَنْكَرَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوْا اَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ قَالَ لَا مَا صَلَّوْا لَا مَا صَلَّوْا اَيْ مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهٖ وَاَنْكَرَ بِقَلْبِهٖ۔ (رواہ مسلم (حوالہ مذکورہ)۔

اُم سلمہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر امیر ہوں گے جن کی کئی باتیں اچھی ہوں گی کئی بُری۔ جو شخص ان کی برائی کو دل سے بُرا سمجھے وہ بری ہے اور جو کراہت کرے وہ سلامتی والا ہے جو راضی ہو جائے اور برائی میں ان کی موافقت کرے وہ ہلاک ہو گیا۔ صحابہؓ نے کہا کیا ایسے امیروں سے ہم لڑائی نہ کریں؟ فرمایا نہ جب تک نماز پڑھیں۔ نہ جب تک نماز پڑھیں۔ ان تین حدیثوں سے پہلی میں فرمایا ہے۔ امیر خواہ نیک ہوں یا بُرے۔ ہر حال میں ان کی تابعداری کرو۔ ہاں اگر صریح کفر دیکھو

جس پر تمہارے پاس قطعی دلیل ہو تو پھر ان سے بیعت توڑ دو اور ان کا مقابلہ کرو۔ اور دوسری حدیثوں میں فرمایا ایسے امیروں کی تابعداری ہر حال میں ضروری ہے مگر نماز نہ پڑھیں تو ان سے الگ ہو جاؤ۔ اور ان سے لڑو۔

نتیجہ صاف ہے کہ نماز نہ پڑھنا صریح کفر ہے جس پر خدا کی طرف سے دلیل قطعی آچکی ہے۔ جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ ان کے علاوہ اس قسم کی احادیث بہت ہیں جن سے ایک دو اُوپر کے مضمون میں بھی ذکر ہیں۔ اور بعض مولوی عبدالقادر گنگوہی حصاری کے مضمون میں ذکر ہیں جو پرچہ تنظیم کی جلد اوّل کے ص ۱۸/۱۹ میں درج ہو چکا ہے اور بعض ہمارے مسند رجہ جلد ۳ ص ۵ میں مذکور ہیں۔ اور بعض کا محل متفرقات ہیں یہ سب بے نماز کے کفر پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں اور اُوپر کے مضمون میں جو اس کے نظائر پیش کئے ہیں وہ در حقیقت نظائر نہیں کیونکہ ان کی تاویل پر صریح دلائل موجود ہیں۔ پہلی اور تیسری حدیث اپنے بزرگ اور اپنے آقا سے تعلق توڑنے کے بارے میں ہیں پس وہ ایسی ہوئیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی بابت فرمایا۔ میں نے ان کو جہنم میں سب سے زیادہ دیکھا۔ پوچھا گیا کیوں؟ فرمایا کفر کی وجہ سے کہا گیا۔ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا خاوندوں کا کفر کرتی ہیں۔ اور احسان کا کفر کرتی ہیں۔ اگر ان سے کسی کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کرتے ہو۔ اور ایک مرتبہ تجھ سے کوئی معمولی تکلیف دیکھ لے تو کہتی ہے۔ میں نے تجھ سے کبھی خیر نہیں دیکھی (مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ خسوف فصل اول) اور حدیث بین الرجل والکفر ترک الصلوٰۃ کو ان فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس کی مثل قرار دینا ؎ بل غلطی ہے کیونکہ ثانی الذکر میں لباس کا فرق بتلایا ہے نہ ایمان اور کفر کا۔ اور اول الذکر میں ایمان اور کفر کا فرق بتلانا مقصود ہے۔ اس لئے اس میں رجل کے مقابلہ میں کفر کا ذکر کیا ہے یعنی ترک نماز سے انسان کفر تک پہنچ جاتا ہے اور آیہ کریمہ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم میں نماز کو ایمان کہنا بھی اس کا مؤید ہے۔ مثلاً فاتحہ کو نماز اسی لئے کہا ہے کہ فاتحہ کے نہ ہونے سے نماز فوت ہو جاتی ہے جیسے رکوع کے فوت ہونے سے نماز فوت ہو جاتی ہے پس یہی حال نماز کا ہے۔ اس کے نہ ہونے سے ایمان فوت ہو کر کفر آ جاتا ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اجزا ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے نہ ہونے سے کل ہی نہیں رہتا۔ جیسے ستون گر جائے تو چھت ہی نہیں رہتی۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ۔ یعنی نماز دین کا ستون ہے۔

رہی دوسری حدیث جس میں فرمایا۔ "قتالہ کفر"، یعنی مسلمان سے لڑائی کفر ہے۔ تو اس میں کفر سے مراد جاہلیت کی رسم ہے کیونکہ جاہلیت میں آپس میں قتل وقتال بہت تھا۔ دلیل اس پر قرآن پاک کی آیت ہے جو سورہ حجرات کے پہلے رکوع میں ہے۔

وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا (الی ان) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ۔

اگر دو گروہ مومنوں کے آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ کیونکہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اس آیت میں آپس میں لڑنے والوں کو مومن فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپس میں لڑنے سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ اس لئے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں اس آیت سے خارجیوں کی تردید کی ہے جو کبیرہ گناہ کرنے والے پر کفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو بخاری باب المعاصی من امر الجاھلیۃ ص۹ مع فتح الباری)

لڑنے والوں پر مسلم کا اطلاق

اور اس کی تائید بخاری کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بابت فرمایا۔

"اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (مشکوٰۃ باب مناقب اھل البیت فصل اوّل)

میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اُمید ہے خدا تعالےٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے۔

اس حدیث کی پیشگوئی ۴۱ھ میں پوری ہوئی۔ ان دونوں جماعتوں سے مراد حضرت حسنؓ اور معاویہؓ کی جماعت ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ جب شہید ہو گئے تو اہل کوفہ نے حضرت حسن رضہ کے ہاتھ پر معاویہؓ سے لڑائی کے ارادے پر بیعت کی۔ چالیس ہزار کی فوج جنہوں نے حضرت علی کے ہاتھ پر موت کی شرط کرتے ہوئے بیعت کی تھی وہ سب حضرت حسنؓ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لیکن حضرت حسنؓ کی طبیعت صلح پسند تھی۔ فتنہ سے طبعاً متنفر تھے۔ آخر دنیا اور حکومت کو خیر باد کہہ کر عزلت نشین ہو گئے۔ اور

معاویہؓ سے صلح کر لی۔ آپ کی جماعت میں بعض تیز طبیعت بھی تھے۔ اُنہوں نے جوش بھرے لہجہ میں کہا سَوَّدْتَ وجوہ المومنین۔ تو نے مومنوں کے چہرے سیاہ کر دیئے۔ یعنی معاویہ سے صلح کر کے ہمیں ذلیل اور رسوا کر دیا اور ہماری آبرو خاک میں ملا دی۔ تیری اس صلح سے ہم اپنے ارادوں سے ناکام ہو گئے۔ حضرت حسنؓ نے اس کا جواب ایسا پُر درد اور مخلصانہ اور نصیحت آموز دیا جس سے سخت دل موم ہو کر آنکھوں میں آنسو آ گئے فرمایا۔ اِخْتَرْتُ الْعَارَ عَلَی النَّارِ۔ میں نے عار کو آگ پر پسند کیا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں

اِذَا الْتَقَی المسلمان بِسَیْفَیْھِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ۔

جب دو مسلمان تلواریں لے کر آپس میں ملتے ہیں تو قاتل مقتول دونوں جہنمی ہیں۔

اس قسم کی احادیث سے میرے دل میں خوف پیدا ہوا کہ میری وجہ سے مسلمان آپس میں لڑیں تو ایسا نہ ہو کہ ان کے خون میری گردن میں ہوں اور میں جہنم کا ایندھن ہوں۔ اس آگ کے برداشت کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں جس کی بابت سرورِ کائنات فرماتے ہیں۔ اس کی گرمی دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ ہے اس لئے میں نے دنیا کی عار کو اس آگ پر ترجیح دی ہے۔ نیز صلح کے وقت بالبدیہہ حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ اما بعد

یَا اَیُّھَا النَّاسُ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ ھَدَاکُمْ بِاَوَّلِنَا وَحَقَنَ دِمَاءَکُمْ بِاٰخِرِنَا وَاِنَّ لِھٰذَا الْاَمْرِ مُدَّۃً وَالدُّنْیَا دُوَلٌ وَاِنَّ اللّٰہَ قَالَ لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنْ اَدْرِی لعلّہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین۔ (تاریخ ابن جریر جلد ۶ صفحہ ۹۳)

اے لوگو! خدا نے تمہارے اول (محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم) کے ساتھ تمہیں گمراہی سے نکالا اور ہمارے آخر کے ساتھ (جس کا میں بھی ایک فرد ہوں) تمہارے خونوں کو روکا اور یہ حکومت چند روزہ ہے۔ اور یہ دنیا ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں چلی جانے والی ہے اور خدا نے اپنے نبی کو فرمایا ہے شاید کہ یہ دنیا کی ڈھیل اور مہلت تمہارے لئے ایک آزمائش ہے اور تھوڑے عرصہ کا متاع اور فائدہ ہو۔

دعا ہے کہ خدا تعالےٰ ہمیں بھی اپنا اتنا خوف عطا فرمائے جو ہمارے اور خدا کی نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمارے اختلافات و نزاعات کی وسیع خلیج کو پاٹ کر محبت اور مودت کا راستہ صاف کر دے تاکہ جماعت منظم ہو کر ید اللہ علی الجماعۃ کی مصداق ہو جائے اور اپنی شان کے شایان کوئی کام کر سکے جس میں اس کی بہبودی اور فلاحِ دارین ہو۔ آمین۔ عبد اللہ امرتسری روپڑی ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ

لئے جمع کے متعلق اس طرح کی تفصیل نہیں آئی۔ اس لئے بہتر ہے کہ سفر کے سوا جمع تقدیم نہ کرے کیونکہ پچھلی نماز وقت سے پہلے اس پر واجب ہی نہیں ہوتی تو پہلے ادا کرنے کی کیا ضرورت ہے جب وقت ہوگا اس وقت ادا کرنے کی طاقت ہو تو ادا کرے ورنہ جب طاقت ہو اُس وقت ادا کرے۔

عبد اللہ امرتسری روپڑی ۲۵ محرم ۱۳۷۹ھ یکم اگست ۱۹۵۹ء

مکروہ اوقات

سوال :۔ وہ کونسے اوقات ہیں جن میں نماز پڑھنی مکروہ ہے ؟

جواب :۔ دوپہر کے وقت جمعہ کے دن کے سوا اور نماز فجر کے بعد آفتاب بلند ہونے تک اور نماز عصر کے بعد آفتاب غروب ہونے تک سب جگہ نماز منع ہے ہاں مکہ میں ہر وقت درست ہے اور سببی نماز جو کسی سبب سے رہ جائے وہ بھی ہر وقت درست ہے۔ جیسے فجر کی سنتیں جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے رہ جائیں تو جماعت سے فراغت کے بعد پڑھ لے۔ اس طرح پو پھٹنے کے بعد نماز فجر سے پہلے سنت فجر کے سوا کوئی نماز نہیں مگر سببی نماز جائز ہے مثلاً وتر رہ گئے ہوں تو پڑھ لے اس طرح فرض نمازوں کی قضا کا حکم ہے۔

عبد اللہ امرتسری روپڑی ۲۵ محرم ۱۳۷۹ھ

مکروہ اوقات میں حاجی گھر آئے تو ان اوقات میں نفل پڑھے

سوال :۔ سنت ہے کہ حاجی لوگ واپس آئیں تو اپنے گھر میں داخل ہونے سے قبل دو نفل پڑھ کر آئیں۔ اگر حاجی ایسے وقت اپنے گاؤں میں پہنچیں کہ اس میں نماز پڑھنی منع ہو تو نفل کیسے ادا کرے۔؟

جواب :۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ سببی نماز ایسے وقت میں بھی جائز ہے جس میں نماز پڑھنی منع ہے مثلاً عصر کے بعد مسجد میں آئے تو تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے۔ وضو کرے تو تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے کیونکہ اس کا سبب وضو ہے اور تحیۃ المسجد کا سبب مسجد میں داخل ہونا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ کوئی نماز جائز نہیں کیونکہ ممانعت عام ہے اس میں سببی غیر سببی سب نماز داخل ہوگی۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ دلیل دونوں طرف ہے۔ اگر حاجی ایسے وقت میں نفل پڑھ لے تو حرج نہیں نہ پڑھے تو بھی مضائقہ نہیں مگر یہ ضرور کرے کہ سیدھا گھر نہ جائے مسجد میں یا کسی اور جگہ بیٹھ جائے لوگ ملاقات کرلیں اور دعا کرالیں تاکہ اس حدیث پر عمل ہو جائے کہ حاجی کی دعا گھر میں داخل

چکا ہے کہ وہ جنتی ہے۔ دوم یہ کہ وہ جنتی نہیں بلکہ ظاہری احکام شرعی کفن دفن نماز جنازہ نہ ہونے میں وہ کفار کے حکم میں ہے۔ اس طرح جنگ میں اتفاقیہ مارے جائیں تو کوئی حرج نہیں، نیز وہ غنیمت کے مال میں آ کر غلام لونڈیاں ہو جاتے ہیں، غرض اس قسم کے احکام میں وہ کافر سمجھے جاتے ہیں آخرت میں خواہ وہ جنتی ہو جائیں

اگر دوسرا احتمال لیں تو بے نماز کا جنازہ نہ پڑھنا چاہیئے۔ اگر پہلا احتمال لیں تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ وہ اپنے ماں باپ کی طرح جہنمی ہیں۔

دوسرا یہ کہ آخر نکالے جائیں گے

چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ اگر پہلی صورت لیں تو بے نماز کی اولاد کا جنازہ نہ پڑھنا چاہیئے۔ اگر دوسری صورت لیں تو پڑھنے میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔

ممکن ہے کہا جائے کہ جب بے نماز کافر ہے تو اس کا حکم باقی کفار کی اولاد کی طرح ہونا چاہیے۔ خواہ حدیث ھم من اٰبائھم۔ تقدیر کے مسئلہ سے متعلق ہو یا احکام ظاہری سے جواب اس کا یہ ہے کہ یہود یا عیسائی وغیرہ کے کفر سے کوئی انکار کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ بے نماز کے کفر سے انکار کرنے والا کافر نہیں کیونکہ اس کے کفر میں سلف کے زمانہ سے کچھ اختلاف چلا آتا ہے۔ گویا بے نماز کے کفر کا ثبوت ظنی ہے اور باقی کفار کے کفر کا ثبوت قطعی ہے اور ظاہر ہے کہ دوسرے شخص کو محض تابع ہونے کی وجہ سے کافر کہنا ذرا مشکل ہے لیکن قطعی کفر کے متعلق چونکہ اجماع ہے کہ اولاد تابع ہو کر ظاہری احکام کے لحاظ سے کافر کہلاتی ہے اور ظنی کفر کی بابت اجماع ثابت نہیں۔ اس لئے بے نماز کی اولاد اور باقی کفار کی اولاد میں فرق کی گنجائش ہے۔

پس اگر حدیث ھم من اٰبائھم۔ ظاہری احکام سے متعلق ہو تو بے نماز کی اولاد کو اس کے تحت لا کر کہا جا سکتا ہے کہ اس کی نماز جنازہ نہیں، ورنہ محض تابع مجھ کر کافر کہنا اور نماز جنازہ کی نفی کرنا ذرا مشکل ہے۔ ہاں بے نماز کی تنبیہ کے لئے اس کی اولاد پر نماز جنازہ ترک کر دی جائے تو اس کی گنجائش ہر صورت میں ہے خواہ حدیث ھم من اٰبائھم ظاہری احکام سے متعلق ہو یا نہ ہو۔

تنبیہ

اس تحقیق سے ایک اور مسئلہ بھی محقق ہو گیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر بے نماز کے نکاح میں نمازی عورت ہو تو ان کی اولاد حرام کی ہونی چاہیے کیونکہ بے نماز کافر ہے اور کافر کے نکاح میں مسلمان نہیں رہ سکتی تو ایسا ہو گیا جیسے کسی نے بے نکاحی عورت رکھی ہو مگر چونکہ بے نماز کا کفر ظنی ہے اس لئے اس کی اولاد کو ولد الحرام کہنے میں ذرا احتیاط

چاہیئے۔ ہاں خطرے کا مقام بڑا ہے کیونکہ کفر خواہ ظنی ہو بڑے خطرے والی شی ہے کہ کہیں ایسے مرد وعورت کا تعلق حرام ہو کر اولاد بھی حرام کی نہ ہو جائے خدا اس سے بچائے اور بے نمازوں کو نماز پڑھنے کی توفیق دے، تاکہ ان کی اولاد ولد الحرام کے خطرہ میں نہ پڑے۔ آمین

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۰ شوال ۱۳۷۹ھ ۱۵ اپریل ۱۹۶۰ء

بے نماز کے گھر سے کھانے کا حکم

سوال:۔ بے نماز کے گھر سے کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ بے نماز کی بابت صحیح یہی ہے کہ بالکل کافر ہے۔ پس اس کے ساتھ کافروں کا سا سلوک چاہیئے۔ اور کفار کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ ان کے برتن بھی دھو کر برتے۔ ہاں مجبوری کی حالت میں اُن کے کھانے کا کوئی حرج نہیں۔ اور جن کے نزدیک بے نماز کافر نہیں۔ اُن کے نزدیک فاجر وفاسق ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ پس قابلِ نفرت ضرور ہے۔ اور جو لوگ ایسے فاجر وفاسقوں سے نفرت نہیں کرتے ان کا ایمان خطرہ میں ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۲ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ

طعن کی وجہ سے نماز چھوڑنا

سوال:۔ چونکہ آج کل حاجی اور نمازی اکثر مطعون ہو رہے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی نمازی خدانخواستہ نماز وغیرہ چھوڑ دے تو کچھ سزا کا مستحق ہوگا؟

جواب:۔ نماز کا تارک کافر ہے۔

حدیث میں ہے۔ من ترك الصلوٰة متعمدا فقد كفر۔ (ترغیب ترہیب ص۹۵)

یعنی جو دیدہ دانستہ نماز ترک کر دے وہ علانیہ کافر ہے۔

جس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں اور جب کافر ہوا تو ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء

بے نماز کے کافر حقیقی ہونے پر بعض شبہات اور ان کا جواب

سوال :۔ اکثر اہل حدیث تارک الصلوٰۃ کو کافر اور خارج عن الاسلام کہتے ہیں۔ اور آیات و احادیث میں سے دلائل بیان کرتے ہیں مگر مندرجہ ذیل احادیث کا ان لوگوں کے پاس کیا جواب ہے جو بے نماز کو کافر کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ احادیث عدم کفر حقیقی و عدم خارج از اسلام پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں اور وہ یہ احادیث ہیں :۔

پہلی حدیث[1] :۔ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ اَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي كِنَانَةَ يُدْعٰى اَلْمُخْدَجِيَّ سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ يُكْنٰى اَبَا مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ اِنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ قَالَ الْمُخْدَجِيُّ فَرُحْتُ اِلٰى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ عُبَادَةُ كَذَبَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَمْ يَاْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ۔

یعنی ابن محیریز سے روایت ہے کہ ایک شخص بنی کنانہ سے جس کو مخدجی کہا جاتا ہے اس نے ایک شخص سے سنا جس کی کنیت ابو محمد ہے وہ کہتا ہے کہ وتر واجب ہے۔ مخدجی نے کہا کہ میں عبادہ بن صامت کے پاس گیا۔ اس کو خبر دی عبادہ نے کہا وہ جھوٹا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں لکھی ہیں۔ اگر وتر واجب ہو تو چھ ہو جائیں گی۔ پس جس نے ان کو ادا کیا۔ اور ان کے حق کو ہلکا سمجھ کر ان سے کچھ ضائع نہ کیا تو اللہ تعالےٰ نے پر عہد ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے اور جس نے ان کو اس طرح سے ادا نہ کیا اس کی بابت اللہ تعالےٰ کے پاس کوئی عہد نہیں۔ اگر چاہے اس کو عذاب دے اگر چاہے جنت میں داخل کرے۔

دوسری حدیث[2] :۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثَلَاثَةُ دِيْوَانٍ لَا يَعْبَاُ اللّٰهُ بِهٖ شَيْئًا وَدِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا

---

[1] یہ حدیث موطا امام مالک، ابوداؤد، نسائی دارمی میں ہے۔

[2] یہ حدیث مسند احمد میں ہے۔

دَوَاوِيْنُ لَا يَغْفِرُهُ اللّٰهُ فَاَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِيْ لَا يَغْفِرُهُ اللّٰهُ شَيْئًا فَالشِّرْكُ بِاللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَاَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِيْ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ شَيْئًا فَظُلْمُ الْعَبْدِ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ رَبِّهٖ مِنْ صَوْمِ يَوْمٍ تَرَكَهٗ اَوْ صَلٰوةٍ تَرَكَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَغْفِرُ ذٰلِكَ وَيَتَجَاوَزُ اِنْ شَاءَ وَاَمَّا الدِّيْوَانُ الَّذِيْ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا فَظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا الْقِصَاصُ لَا مُحَالَةَ۔

یعنی عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں تین دفتر ہیں ایک دفتر کی خدا کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ ایک دفتر سے خدا کچھ نہیں چھوڑے گا۔ اور ایک دفتر خدا معاف نہیں کریگا جس کو وہ معاف نہیں کریگا وہ شرک کا دفتر ہے (چنانچہ ارشاد ہے جو شرک کرے خدا نے اُس پر جنت حرام کر دی ہے) جس دفتر کی خدا پرواہ نہیں کرتا وہ ان گناہوں کا دفتر ہے جو خدا اور بندے کے درمیان ہیں۔ جیسے کسی نے روزہ چھوڑ دیا یا کوئی نماز چھوڑ دی۔ اگر خدا چاہے تو معاف کر دے گا۔ اور جس دفتر سے خدا کچھ نہیں چھوڑے گا وہ حق العباد کا دفتر ہے۔ بندوں نے جو ایک دوسرے پر ظلم کیا ہے اُس کا بدلہ دلایا جائے گا کسی صورت اُس کی معافی نہیں ہو سکتی۔

ابن کثیر جلد ۳ صفہ ۱۳ میں مسند سے ذیل حدیث ہے جو مذکورہ حدیث کی تائید کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ثَلَاثَةٌ فَظُلْمٌ لَا يَغْفِرُهُ اللّٰهُ وَظُلْمٌ يَغْفِرُهُ اللّٰهُ وَظُلْمٌ لَا يَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًا فَاَمَّا الظُّلْمُ الَّذِيْ لَا يَغْفِرُهُ اللّٰهُ فَالشِّرْكُ وَقَالَ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ وَاَمَّا الظُّلْمُ الَّذِيْ يَغْفِرُهُ اللّٰهُ فَظُلْمُ الْعِبَادِ لِاَنْفُسِهِمْ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَبِّهِمْ وَاَمَّا الظُّلْمُ الَّذِيْ لَا يَتْرُكُهٗ فَظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا حَتّٰى يَدِيْنَ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضِهِمْ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم کی تین قسمیں ہیں۔ ایک ظلم خدا معاف نہیں کرے گا۔ اور ایک ظلم اگر خدا چاہے تو معاف کر دے گا۔ اور ایک ظلم سے خدا کچھ نہیں چھوڑے گا۔ جو ظلم خدا معاف نہیں کرے گا وہ شرک ہے۔ خدا فرماتا ہے شرک بہت بڑا ظلم ہے جو ظلم خدا چاہے تو معاف کر دے گا وہ بندوں کے اپنی جانوں پر ظلم ہیں جو ان کے اور ان کے رب کے درمیان ہیں۔ اور جو ظلم خدا نہیں چھوڑے گا وہ بندوں کے آپس میں ظلم ہیں وہ نہیں چھوڑیگا یہاں تک

کر ایک دوسرے سے بدلا دلائے گا۔

خط کشیدہ عبارت سے حقوق اللہ بھی مراد ہیں کہ جن کا تعلق براہِ راست خدا تعالےٰ اور بندہ سے ہے اور حقوق اللہ سے جو حق قابلِ مغفرت نہیں ہے اس کو جدا بیان کر دیا ہے۔ پس اس حدیث میں اور اس سے پہلی حدیث میں کچھ فرق نہیں مگر یہی کہ بندگان اور خدا تعالےٰ کے درمیان جو حقوق ہیں وہ قابلِ معافی ہیں ان کو تمثیل سے سمجھا دیا ہے اور اس میں اشارت سے کام لیا ہے۔ مآل دونوں کا ایک ہی ہے۔ پس یہ دونوں احادیث صریح ہیں کہ ترک الصلوٰۃ بھی دیگر کبائر کی طرح ایک کبیرہ گناہ ہے اور کبائر کے لئے اہلِ سنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی مشیّت پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو ابتداء ہی سے بخش کر جنّت میں داخل کرے جیسا کہ بکثرت آیات و احادیث سے اہلِ سنّت اس عقیدہ کو ثابت کرتے ہیں۔ منجملہ ان کے حدیث عبادہ بن صامت ہے جو مشکوٰۃ کتاب الایمان اور بخاری کتاب الایمان میں ہے۔ اِس طرح یہ حدیث عبادہؓ۔ اور حدیث عائشہ رض تارک الصلوٰۃ کے لئے بھی ایسا ہی ثابت کرتی ہیں۔

الغرض جو لوگ تارک الصلوٰۃ کے کفر کے قائل ہیں۔ ان سہ احادیث کا صحیح کیا جواب دیتے ہیں۔

(مولوی سراج الدین از جودھپور)

جواب :۔ آپ نے تین حدیثیں پیش کی ہیں۔ اخیر کی دو ایک ہی مضمون کی ہیں۔ اور پہلی الگ ہے۔ اِس حدیث میں لفظ یا ت بعض محل استدلال ہے۔ اِس میں دو احتمال ہیں۔ اوّل یہ کہ نفس نماز ادا نہ کرے دوم یہ کہ کامل علی وجہ المطلوب شرعًا ادا نہ کرے۔ جب دو احتمال پیدا ہوئے تو ایک کی تعیین ضروری ہے ورنہ استدلال باطل ہے۔

ہم اس حدیث میں احتمال ثانی کو معین کرتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ کامل علی وجہ المطلوب شرعًا ادا نہ کرے اور نوافل سے اِس کا تدارک بھی نہ ہو سکے تب وہ مشیّتِ ایزدی میں ہے۔ ہم اپنی توجیہ کے لئے انہی عبادہؓ کی دوسری حدیث پیش کرتے ہیں کیونکہ قاعدہ ہے۔ الاحادیث یفسر بعضها بعضا۔

عَنْ عُبَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ أَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَسُجُوْدَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ ۔ (ابوداؤد)

یعنی عبادہؓ سے مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ نمازیں اللہ تعالےٰ نے فرض کی ہیں جو شخص اچھا وضو کرے اور ان کو وقت پر پڑھے اور رکوع وسجود پورا کرے اور خشوع بھی پورا کرے اس کے لیے اللہ تعالےٰ کے نزدیک عہد ہے کہ اس کو بخشے گا اور جس نے ایسا نہ کیا اس کے لیے اللہ تعالےٰ کے نزدیک عہد نہیں خواہ بخشے خواہ عذاب کرے۔

یہ حدیث عبادہ کی پہلی حدیث کی تفسیر ہے کہ کامل نماز ادا نہ کرے تو مشیت الٰہی میں ہے۔ اگر احتمال اول لیا جائے تو عبادہؓ کی اس حدیث کے جس میں فقد خرج عن الملۃ وارد ہے۔ خلاف ہوگا اور علاوہ اس کے ان حدیثوں کے بھی خلاف ہوگا جن میں بے نماز کے کافر ہونے کی تصریح ہے اور تاویل کی گنجائش نہیں۔ ہاں اس حدیث کی تفسیر کے لئے ایک اور حدیث بھی ملا لیجئے "تاکہ مطلب بالکل صاف ہو جائے۔

ابن ماجہ ص۱۰۰ باب ماجاء فی فرض الصلوٰۃ الخمس والمحافظۃ علیھا میں ان ہی عبادہؓ سے یوں مروی ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَھُنَّ اللّٰہُ عَلٰی عِبَادِہٖ فَمَنْ جَاءَ بِھِنَّ لَمْ یَنْتَقِصْ مِنْھُنَّ شَیْئًا استخفافا بحقھن فان اللّٰہ جاعل لہ یوم القیامۃ عھدًا اَنْ یُّدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ وَمَنْ جَاءَ بِھِنَّ قَدِ انْتَقَصَ مِنْھُنَّ شَیْئًا استخفافا بحقھن لم یکن لہ عِنْدَ اللّٰہِ عھد اِنْ شَاءَ عَذَّبَہٗ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَہٗ۔

یعنی عبادہؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا خدا نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے ان کو ادا کیا اور سستی سے ان میں کچھ کمی نہ کی تو اللہ پر اس کے لئے عہد ہے کہ اُس کو جنت میں داخل کرے۔ اور جس نے ان کو ادا کیا اور سستی سے ان میں نقص ڈال دیا تو اس کے لئے اللہ پر کوئی عہد نہیں خواہ اس کو عذاب دے خواہ بخشے۔

ابن ماجہ کے اسی صفحہ میں ایک حدیث قدسی وارد ہے۔

جس کے الفاظ یہ ہیں۔

وَعَھِدْتُ عِنْدِیْ عَھْدًا اَنَّہٗ مَنْ حَافَظَ عَلَیْھِنَّ لِوَقْتِھِنَّ اَدْخَلْتُہُ الْجَنَّۃَ

وَمَنْ لَمْ یُحَافِظْ عَلَیْھِنَّ فَلَا عَھْدَ لَہٗ عِنْدِیْ۔

یعنی اللہ تعالٰے نے فرمایا جو ان نمازوں کے وقت پر محافظت کرے اُس کے لئے بخشش کا عہد ہے جو وقت پر محافظت نہ کرے اُس کے لئے بخشش کا عہد نہیں۔

ترغیب ترہیب ص۳۰ باب الصلوٰۃ فی اَوَّلِ وَقْتِھَا میں کعب بن عجرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انّ رَبَّکُمْ یقول مَنْ صلی الصلوٰۃ لِوَقْتِھَا وَحَافَظَ عَلَیْھَا وَلَمْ یضیعھا استخفافا بحقھا فلہ علی عھد ان ادخلہ الجنۃ ومن لم یصلھا وقتھا ولم یحافظ علیھا وضیعھا استخفافا بحقھا فلا عھد لہ علی ان شئت عذبتہ وان شئت غفرت لہ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط واحمد بنحوہ۔

یعنی خدا تعالٰے فرماتا ہے جو نماز وقت پر ادا کرے اور اس کی محافظت کرے اور سستی سے اُس کو ضائع نہ کرے اُس کے لئے میرے ذمے عہد ہے کہ میں اُس کو جنت میں داخل کروں۔ اور جو وقت پر نہ پڑھے نہ اُس پر محافظت کرے اور سستی سے اُس کو ضائع کرے اُس کے لئے میرے ذمے کوئی عہد نہیں۔ خواہ میں اُس کو عذاب دوں خواہ بخش دوں۔

ترغیب ترہیب کے اسی مقام پر ایک اور حدیث قدسی ہے جس کے راوی عبداللہ بن مسعودؓ ہیں اُس کے الفاظ یہ ہیں:۔

وعزتی وجلالی لا یصلیھا احد لوقتھا الا ادخلتہ الجنۃ ومن صلاھا لغیر وقتھا ان شئت رحمتہ وان شئت عذبتہ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر اسنادہ حسن انشاء اللہ تعالٰی۔

یعنی مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم، کوئی نماز کو وقت پر نہیں پڑھے گا مگر اس کو جنت میں داخل کروں گا۔ اور جو بے وقت پڑھے اُس کو خواہ رحم کروں یا عذاب دوں۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے کبیر میں اس کے اسناد حسن ہیں۔

الغرض اس حدیث عبادہؓ سے مطلقاً نماز چھوڑنے پر مشیت مغفرت ثابت نہیں ہوتی بلکہ اُس شخص

کے لئے ہے جو نماز کو وقت پر اچھی طرح ادا نہ کرے۔ اور اس میں قصور کرے۔ اگر بالفرض دوسری احادیث عبادہ رضہ کی اس پہلی حدیث کی تفسیر نہ کرتیں تو بھی عبادہ رضہ کی پہلی حدیث میں دو احتمال بے نماز کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے مانع تھے کیوں؟ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اور جب ثانی احتمال دوسری احادیث سے متعین ہو گیا تو اب بطریق اولیٰ استدلال صحیح نہ ہوگا۔

دوسری اور تیسری حدیث کا جواب

پہلی حدیث میں لفظ لم یات بھن ہے اور دوسری تیسری حدیث میں لفظ ترک ہے اور ظاہر ہے کہ حاصل مطلب ان دونوں لفظوں کا ایک ہی ہے کیونکہ لم یات بھن کا مطلب بھی نہ پڑھنا ہے اور ترک کے معنی بھی نہ پڑھنا ہے۔ پس جیسے لم یات بھن میں دو احتمال تھے۔ ایک مطلقاً نہ پڑھنا۔ ایک پوری طرح وقت پر محافظت کے ساتھ نہ پڑھنا۔ اسی طرح ترک میں بھی یہی دو احتمال ہیں ایک مطلقاً چھوڑ دینا ایک پوری محافظت چھوڑ دینا۔ اور اوپر ابھی ذکر ہوا ہے کہ دو احتمال کی صورت میں بے نماز کے مسلمان ثابت کرنے پر استدلال صحیح نہیں کیوں؟ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

اس کے علاوہ جیسے عبادہ رضہ کی حدیث میں دوسری احادیث سے ثانی احتمال متعین تھا ان دو حدیثوں میں بھی ثانی احتمال معین ہے۔ ابن ماجہ میں انس رضؓ سے روایت ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْکِ اِلَّا تَرْکُ الصَّلٰوۃِ فَاِذَا تَرَکَھَا فَقَدْ اَشْرَکَ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور شرک کے درمیان نماز چھوڑ دینے کا فرق ہے جب نماز چھوڑ دے گا تو مشرک ہو جائے گا۔

اور بریدہؓ سے روایت ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول العھد الذی بیننا وبینھم الصلوٰۃ فمن ترکھا فقد کفر ۔ رواہ الاربعۃ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا مشرکین اور ہمارے درمیان جو کچھ عہد ہے وہ نماز ہے جو نماز ترک کر دے وہ کافر ہے۔

اس قسم کی بعض اور احادیث بھی ہیں۔ ان سے مطلع صاف ہو گیا کیونکہ سبب ترک نماز شرک یا کفر ہوا تو یہ اس دفتر سے ہوا جو خدا معاف نہیں کرے گا۔

ایک اور حدیث اور اُس کا جواب

آپ کی پیش کردہ احادیث کا جواب تو ہو چکا اب ہم اپنی طرف سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں اور اُس کا جواب دیتے ہیں۔ مستدرک حاکم میں ہے

قَالَ حذیفۃ یَنْدَرِسُ الْاِسْلَامُ کَمَا یَنْدَرِسُ الثَّوْبُ الْخَارِقُ حَتّٰی یَصِیْر مَا یَدْرُوْنَ صَلٰوۃً وَلَا صِیَامًا وَلَا نُسُکًا غَیْرَ اَنَّ الرَّجُلَ وَالْعَجُوْزَ یَقُوْلُوْنَ قَدْ اَدْرَکْنَا النَّاسَ وَھُمْ یَقُوْلُوْنَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَقَالَ صِلَۃُ بْنُ زُفَرَ وَمَا یُغْنِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَا حُذَیْفَۃُ وَھُمْ لَا یَدْرُوْنَ صَلٰوۃً وَّلَا صِیَامًا وَّلَا نُسُکًا قَالَ حُذَیْفَۃُ یَا صِلَۃُ یَنْجُوْنَ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِنَ النَّارِ ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ (مستدرک جلد ۴ ص۴۷۳)

یعنی حذیفہ رض نے کہا اسلام مٹ جائے گا جیسے پرانا کپڑا مٹ جاتا ہے یہاں تک کہ اسلام کی حالت یہ ہو گی کہ نہ لوگ نماز جانیں گے نہ روزہ نہ قربانی۔ ہاں اتنا ہو گا کہ پرانے مرد و عورت کہیں گے کہ ہم نے لوگوں کو لا الٰہ الا اللہ پڑھتے پایا۔ حذیفہ رض کے شاگرد صلہ بن زفر نے کہا اے حذیفہ جب وہ نماز روزہ اور قربانی نہیں جانیں گے تو لا الٰہ الا اللہ ان کو کیا فائدہ دے گا؟ حذیفہ رض نے کہا اے صلہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ وہ آگ سے نجات پائیں گے۔

یہ حدیث مستدرک حاکم میں دو جگہ ہے۔ ایک صفحہ محولہ پر اور ایک جگہ چند صفحات اس سے پہلے۔ امام ذہبی رح نے تلخیص مستدرک حاکم میں اس پر کوئی کلام نہیں کی تو گویا حاکم کے صحیح کہنے کو برقرار رکھا جس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز، روزہ وغیرہ کے بغیر صرف لا الٰہ الا اللہ سے بھی نجات ہو سکتی ہے اور جب صرف لا الٰہ الا اللہ سے بھی نجات ہو سکتی ہے تو مسلمان ہونے کے لئے صرف لا الٰہ الا اللہ کافی ہوا کیونکہ کافر کے لئے نجات نہیں۔

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ نماز ہجرت سے ڈیڑھ سال پہلے فرض ہوئی۔ اس سے پہلے لا الٰہ الا اللہ

کافی تھا۔ اسی طرح جب ایسا وقت آجائے کہ علم بالکل اُٹھ جائے اور احکام اسلام کا پتہ ہی نہ رہے۔ صرف پرانے لوگوں اور عمر رسیدہ کو لا الہ الا اللہ کی بابت اتنا معلوم ہو کسی زمانے میں لوگ یہ کلمہ پڑھتے تھے تو ایسی حالت میں بے شک لا الہ الا اللہ کافی ہوگا۔ اور ایسی حالت میں یہی کہا جائے گا کہ نماز ان پر فرض ہی نہیں ہوئی۔ کیونکہ فرضیت حکم کے علم کے بعد ہوتی ہے۔ پس یہ ایسا ہوگیا جیسے نماز فرض ہونے سے پہلے لا الہ الا اللہ کافی تھا۔ اور اس کی تائید حدیث کے آخری ٹکڑے سے بھی ہوتی ہے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ آگ سے نجات پائیں گے۔ اور مشکوۃ باب الرکوع میں روایت ہے ایک شخص کو حذیفہ نے دیکھا کہ رکوع و سجود پورا نہیں کرتا تو فرمایا۔

لَوْ مُتَّ مُتَّ علی غیر الفطرۃ التی فطر اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم

رواہ البخاری۔

یعنی اگر تو اس حالت پر مرجاتا تو غیر فطرت پر مرتا جس پر خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔

جب رکوع و سجود پورا نہ کرنے والا حذیفہ کے نزدیک غیر فطرت پر مرتا ہے تو جو بالکل نماز نہ پڑھے وہ ناجی کس طرح ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف لا الہ الا اللہ کو کافی سمجھنا اسی بنا پر ہے کہ بوجہ علم نہ ہونے کے وہ ایسے ہوگئے۔ جیسے نماز ان پر فرض ہی نہ تھی جیسے ہجرت سے پہلے فرض نہ تھی۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ

۲۲ محرم ۱۳۵۴ھ - ۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء

بے نماز کی جنازہ میں شرکت

سوال:۔ جنازہ کیساتھ بے نماز کو شامل ہونا کیوں منع ہے؟ سائل فتح دین

جواب:۔ بے نماز کو جنازہ میں شامل ہونے سے ممانعت نہیں بلکہ بے نماز کے جنازہ میں شامل ہونے سے ممانعت ہے۔ ہاں بے نماز چونکہ کافر ہے اس لئے اُس کا جنازہ میں شریک ہونا کچھ مفید نہیں

عبداللہ امرتسری روپڑ ۷ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۹ مارچ ۱۹۳۶ء

بے نماز اور عیسائی میں فرق

سوال :۔ ایک شخص مسلمان ہے لیکن وہ نماز نہیں پڑھتا یا وہ کبھی نماز پڑھتا ہے کبھی چھوڑ دیتا ہے۔ یہ مسلمان عیسائی سے اچھا ہے یا عیسائی بے نماز مسلمان سے اچھا ہے۔ بے نماز کے ساتھ میل جول اور کھانے پینے کا کیا حکم ہے۔

جواب : بے نماز کے متعلق اختلاف ہے کہ کافر ہے یا نہیں۔ صحیح یہی ہے کہ کافر ہے۔ رہا بے نماز اور عیسائی میں فرق۔ سو اتنا ہو سکتا ہے کہ عیسائی خنزیر کھاتا ہے۔ مردار سے پرہیز نہیں کرتا۔ اسی طرح جنابت سے غسل نہیں کرتا۔ اس قسم کی بہت سی اشیاء ہیں۔ جن میں بے نماز عیسائی سے ممتاز ہے۔ اس بنا پر بے نماز کو عیسائی سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ رہا وہ شخص جو کبھی نماز پڑھتا ہے اور کبھی نہیں پڑھتا۔ سو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کچھ مدت لگاتار پڑھتا ہے اور کچھ مدت لگاتار چھوڑ دیتا ہے اس کا حکم پڑھنے کے دنوں میں نمازی کا ہے اور ترک کے دنوں میں تارک کا ہے۔ دوسرا یہ کہ کوئی نماز کسی وقت پڑھلی۔ کوئی نماز چھوڑ دی وہ بے نمازی ہے۔ کیونکہ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اس کا یہ قصد نہیں ہوتا کہ اگلی نماز بھی پڑھوں گا۔ گویا کہ وہ پڑھنے کے وقت تارک ہے۔ اس لئے یہ بے نمازی ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جو نماز اس نے پڑھی ہے اُس کے بعد دوسری نماز کا وقت آنے سے پہلے مرجائے تو یہ نمازی شمار ہوگا اور اُس کا جنازہ پڑھ لیا جائے۔ اور اگر دوسری نماز کا وقت آگیا اور باوجود پڑھ سکنے کے نہیں پڑھی تو پھر وہ بے نماز شمار ہوگا لیکن یہ احتمال نماز جنازہ کی گنجائش کے لئے ہے ورنہ اُس کے ساتھ کھانے پینے میں غیرت کا تقاضا یہی ہے کہ پرہیز کیا جائے۔ کیونکہ زندہ کے لئے تنبیہ مناسب ہے تاکہ اس کی اصلاح ہوجائے اور مردہ کے لئے شفقت مناسب ہے کیونکہ اس کا عمل منقطع ہو چکا ہے

عبداللہ امرتسری روپڑی ماڈل ٹاؤن کوٹھی نمبر ۱۹ اسی لاہور ۲ شوال ۱۳۷۰ھ

صبح اور شام صرف دو نماز پڑھنا

سوال :۔ ایک مولوی صاحب نے مسئلہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اُس نے آکر کہا کہ میں صبح اور عشاء کی نماز ادا کروں گا اگر منظور ہو تو اسلام لاتا ہوں۔ آپ نے اس کو دو نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ یہ حدیث کہاں ہے۔ محمد طاہر ولد مولوی صمد دین ظہور سنز فوبہ

جواب :۔ یہ حدیث بالکل جھوٹ ہے کسی کتاب میں نہیں ہے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۷۲ھ